شرائط، وسائل و ذرائع، حدود و آداب اور اوصاف وغیرہ چودہ ابواب میں تقسیم کر کے ہر مبحث کو نہایت واضح اور مدلل طور پر پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ سے بعض چیزیں خاص طور پر سامنے آتی ہیں۔ مثال کے طور پر معروف کا حکم دینے اور منکرات سے روکنے کے بارے میں عام طور پر جو تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ صرف اہلِ علم کا کام ہے اور عامۃ المسلمین اس ذمہ داری سے سبکدوش ہیں، زائل ہو جاتا ہے۔ اور ناظرِ کتاب یہ سمجھنے لگتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ہر مسلمان پر اس کی صلاحیت و استعداد کے مطابق عائد ہوتا ہے۔ دوسری بات خود معروف و منکر کا صحیح تصور ہے۔ بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ کوئی بداخلاقی کا مرتکب ہوا تو اسے منع کر دیا یا کسی کو نماز روزے کی تلقین کر دی تو حکم کا تقاضا پورا کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے حالانکہ معروف و منکر کا مفہوم اس سے بہت کچھ وسیع ہے۔ معروف کے دائرے میں دینِ حق کی ہر تعلیم آتی ہے۔ اور منکر سے مراد ہر خلافِ اسلام چیز ہے۔ خواہ اس کا تعلق اخلاق سے ہو، خواہ معاشرت و معیشت اور حکومت و سیاست سے یا زندگی کے کسی دوسرے شعبے سے۔ کتاب کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کوئی بات دلیل کے بغیر نہیں کہی گئی، کتاب و سنت اور اہلِ تحقیق ائمہ کرام کی تحریروں سے استشہاد کیا گیا ہے اور ہر عنوان کے تحت سیر حاصل مواد جمع کر دیا ہے۔ بلاشبہ کتاب کی ترتیب و تالیف میں مؤلف نے خاصی محنت کی ہے۔ ہماری رائے میں اس کتاب کا مطالعہ ہر دیندار کو بالعموم اور عربی مدارس کے فارغ التحصیل حضرات کو بالخصوص کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ احیائے اسلام کی سعی و جہد میں اپنا کردار بحسن و خوبی ادا کر سکیں۔

زیرِ نظر تالیف جہاں مذکورہ محاسن کی حامل ہے وہاں تبصرہ نگار کی رائے میں بعض مقامات پر اس میں غیر ضروری طوالت بھی آگئی ہے۔ مثلاً معروف و منکر کا جامع مفہوم بتانے کے لیے چھتیس صفحات استعمال کیے گئے ہیں۔ جو بہر حال زیادہ ہیں اور تفصیل کا یہی رنگ کم و بیش ہر مبحث میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عربی اور اردو عبارات میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں فاضل مؤلف اور محترم ناشران امور کا خیال رکھیں گے۔

تاریخ بیتُ المَقدِس | مُصنّف: ممتاز لیاقت۔ ناشر سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور۔ صفحات ۲۶۸۔ سفید

کاغذ، طباعت عمدہ۔ قیمت ۱۲ روپے ۵۰ پیسے۔

بیت المقدس کے ساتھ یُوں تو شروع ہی سے مسلمانوں کو تعلقِ خاطر رہا ہے لیکن گذشتہ عرب اسرائیل جنگ کے دوران جب یہ مشہدِ انبیاء اہلِ اسلام کی تحویل سے نکل کر یہود کے قبضے میں گیا تو ہر مسلمان کا دل تڑپ اٹھا۔ کرب و اضطراب کی ایک کیفیت تھی جو پُورے عالمِ اسلام پر طاری ہو گئی۔ متاعِ نایاب چھن جائے تو اُس کی قدر و قیمت کا احساس کچھ زیادہ ہی ہونے لگتا ہے۔ ایسا ہی قبلۂ اوّل کے بارے میں بھی ہُوا۔ یہودی تسلّط کے بعد ہر حسّاس مسلمان اپنی متاعِ گم گشتہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ باخبر ہونا چاہتا تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا۔ جناب ممتاز لیاقت نے "تاریخ بیت المقدس" لکھ کر اس ضرورت کو پُورا کیا ہے۔

کتاب بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب "صبحِ قیامت" کے عنوان سے فریاد و فغاں کا مرقع ہے۔ دوسرا باب جو اسّی صفحات پر پھیلا ہُوا ہے، ۲۵۰۰ قبل مسیح سے لے کر ۱۹۶۷ء تک کے حالات پر مشتمل بیت المقدس کی مکمل تاریخ ہے۔ تیسرے باب سے لیکر نویں باب تک کا حصّہ دراصل شہرِ مقدس، مسجدِ اقصیٰ، قبۃ الصخرہ اور دوسری متعدد زیارتوں کا ایک جامع تعارف ہے۔ اس سے آگے کے دو باب اُن دردناک حالات کی تصویر پیش کرتے ہیں جو یہودی قبضے کے بعد تباہی و بربادی اور بے حرمتی و آتشزنی کی صورت میں القدس اور نواحی علاقوں میں پیش آئے۔ آخری باب میں صیہونیت اور اس کے آئندہ عزائم کا تذکرہ ہے یعنی نیل سے لے کر فرات تک کے عرب علاقہ پر صیہونی تسلّط۔ اعاذنا اللہ عنہ۔

توضیحِ مدّعا کے لیے چند نقشے اور متعدد تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ پوری کتاب مؤرخانہ شان رکھتی ہے اور فاضل مصنف کی محنت و ریاضت کا منہ بولتا ثبوت بھی۔

"تاریخ بیت المقدس" کا مطالعہ اُن لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے جو اپنے مسائل کے حل کے لیے کبھی امریکہ اور کبھی رُوس کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمِ اسلام کے تمام مسائل بڑی طاقتوں نے اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے خود پیدا کیے ہیں۔

توقع ہے کہ اِس کتاب کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں احساسِ زیاں پیدا ہو گا۔ اُن کی غیرت کو جوش آئے گا اور بعید نہیں کہ ایک روز وہ اس چیلنج کو بھی قبول کر لیں جو صیہونیت کے علمبردار عرصے سے